ماہرؔ کرنالی کی نعت

ڈاکٹر غلام حسین راشدؔ ☆

Dr. Gulam Hussain Rashid

Abstract:

In the endless list of Naat- Poets, Allama Mahir Karnali is a new and pleasant addition. Though he is a versatile poet who has composed all geners of poetry, Naat is his speciality in which he has attained a remarkable place amongst the modern Naat poets. After the sudden demise of his son in 1988, Mahir was divorced from traditional love poetry of Nazam and Ghazal. Now his focus utterly changed to the composition of Naat in which he has been successful to a great extent. There is a profound sense of love, reverence, pathos and restlessness visible in each and every verse of Mahir who is no doubt a true lover of the Holy Prophet ﷺ. Language of his Naat is simple and a contemporary sense can also be traced while going through his Naats. Naat-lovers will find a treasure of peace, tranquilitiy and solace while chanting his naats and they are transported into a world of spiritual peace.

اُردو نعت کی روایت

معنوی سطح پر نعت سے مراد "تعریف اور توصیف کرنا" ہے۔ مخصوص حوالے سے نعت کا مطلب نبی اکرم ﷺ کی خوبیوں اور صفات کا شاعرانہ بیان ہے، جس میں احترام اور ادب کو اوّلیت حاصل ہوتی ہے۔ ہر وہ لفظ اور ہر وہ تحریر جو آپ ﷺ کے محاسن و کمالات کے اظہار کا ذریعہ ہے، اسے نعت ہی کہا جائے گا، اس تخصیص کے بغیر کہ وہ منظوم ہے یا منثور۔ تاہم بالعموم لفظ نعت حضور سرورِ کونین ﷺ کی شاعرانہ توصیف و مدح کے لیے مُستعمل ہے۔ نعت کی وُسعت کے بارے میں سیّد ریاض حسین شاہ لکھتے ہیں:

> "نعت کی وُسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے سراپا سے لے کر اعمال تک، زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں، جو نعت کا موضوع نہ بن سکتا

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج حافظ آباد

ہو۔ اخلاق، سیرت، معجزات، غزوات، خطبات، عبادات، معاملات، معمولات، تعلیمات، سب تک نعت کا دامن پھیلا ہوا ہے۔"(۱)

محمد قلی قطب شاہ اُردو کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر ہے اور اس کے مجموعے میں چھے ایسی نظمیں موجود ہیں جو عید میلا النبی ﷺ کے موقع پر کہی گئی ہیں۔ بعد میں نعت گوئی کا یہ رجحان دِھیرے دِھیرے مقبولیت حاصل کرتا گیا اور بات یہاں تک پہنچی کہ ہندو شعراء بھی اپنے دیوان کا آغاز نعتِ نبی ﷺ سے کرتے رہے۔ قصائد اور مثنویوں کے شروع میں بھی نعتیہ اشعار ہمیشہ موجود ہوتے تھے۔ "ماہ پیکر"، "پھُول بن" اور "قُطب مشتری" اسی کی مثالیں ہیں۔

یوں تو تمام عظیم شعراء مثلاً میر تقی میرؔ، میر دردؔ، سوداؔ، غالبؔ، ذوقؔ، مومنؔ، ظفرؔ، اکبرؔ، داغؔ، انیسؔ و دبیرؔ، علامہ اقبالؔ، ظفر علی خاںؔ، حسرتؔ، جگرؔ وغیرہ سب کے ہاں نعتیہ کلام ملتا ہے، لیکن اُردو میں نعت گوئی کا مقبول ترین اور کامیاب ترین دَور حقیقتاً محسن کاکوروی اور امیر مینائی سے شروع ہوتا ہے۔ پروفیسر یونس شاہ کے بقول:

"انیسویں صدی کے وسط سے لے کر آج تک اُردو شعراء نے نعت کے موضوع سے جس گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور جس شَغف کے ساتھ اپنے کلام میں حُبِّ رسول ﷺ کو جگہ دی ہے، اُسے اوّل اوّل شاعری کی بلند سطح تک پہنچانے میں محسن کاکوروی اور امیر مینائی ہی کا ہاتھ رہا ہے۔"(۲)

اس کے بعد بیسویں صدی کے وَسط تک نعت گوئی کا رجحان عام ہو گیا تھا اور نعتِ رُسولِ مقبول ﷺ کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ حالیؔ، اقبالؒ اور ظفر علی خاں جدید نعت گوئی کے پیشرو مانے جاتے ہیں۔ احسان دانشؔ، حفیظ جالندھریؔ، ماہرؔ القادریؔ، عبد الکریم ثمرؔ، حافظ لدھیانویؔ، بہزاد لکھنویؔ، حفیظ تائبؔ، مظفر وارثیؔ، اعظم چشتیؔ، احمد ندیمؔ قاسمی، انجمؔ رومانی، اثر صہبائیؔ، یوسف ظفرؔ، منوّر بدایونیؔ، عبد العزیز خالدؔ، عاصی کرنالیؔ، کوثر نیازیؔ اور ماہرؔ کرنالی اس سلسلے میں چند نمایاں نام ہیں۔

ماہرؔ کرنالی کی نعت

نعت ہر شاعر نے لکھی اور اپنے کلام کا آغاز ہی اکثر شعراء کے ہاں نعت کی صورت میں ملتا ہے۔ خدا اپنے محبوب ﷺ کا پہلا اور آخری نعت گو ہے۔ اس طرح نعت گوئی کا سلسلہ "قیامت تابعد قیامت" جاری رہے گا۔ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

"ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یأیھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر سلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درُود اور سلام بھیجا کرو۔"

اس طرح نعت گوئی کی تاریخ کا تعیّن نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسّان بن ثابتؓ شاعرِ دربارِ رسالت ﷺ تھے۔ انھوں نے عشقِ نبوی ﷺ میں ڈوب کر نعتیہ قصائد لکھے۔ جب کُفّار نے آپ ﷺ کی ہَجو کہی تو رسول ﷺ اللہ نے فرمایا "اے حسّانؓ! تم ان کو میری طرف سے جواب دو۔ جبریلؑ امین تمھارے ساتھ ہیں۔" معروف عربی شعرائے نعت میں عبداللہ بن رواحہؓ، ثابت بن قیسؓ، امام زین العابدینؒ، امام شرف الدّین بوصیری اور احمد شوقی نے بلند پایہ نعتیہ قصائد لکھے ہیں۔

نعت گو شعراء کی طویل تر فہرست میں ایک خوبصورت اضافہ ماہرؔ کرنالی ہیں، جنھوں نے اگرچہ دیگر اصنافِ سخن میں بھی اہم کام کیا ہے لیکن اپنے جواں سال بیٹے کی حادثاتی موت کے بعد اُن کا رُخ مکمل طور پر مدحِ رسول کریم ﷺ کی طرف مُڑ گیا۔ راؤ سلطان علی طاہرؔ اس تبدیلی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

"اُن کی بعض نعتیں پڑھ کر تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ انھیں اَلقا کی گئی ہوں اور یہ بات کسی قدر ہے بھی درست۔ وہ یوں کہ ۱۹۸۸ء میں اُن کا جواں سال بیٹا ندیم اقبال اچانک انتقال کر گیا۔ یہ پہاڑ جیسا صدمہ ان کے لیے جھیلنا بے حد مشکل تھا۔ دل برداشتگی کے عالم میں ان کی سوچ کا محور یک دم بدل گیا اور انھوں نے صرف اور صرف نعت گوئی کو ہی اپنا شوق بنالیا۔ ان کے دل میں اپنے مرحوم بیٹے کی جدائی کی بجائے مدینے والے کی جدائی جاگ اٹھی۔"(۳)

ماہرؔ کرنالی کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے ہے۔ اُن کی والدہ ایک متّقی اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ اسی طرح والد صاحب بھی نیک انسان تھے۔ اُن کے خاندان کے کتنے ہی افراد ارضِ پاک کی طرف ہجرت کرتے ہوئے شہادت کے بلند مقام پر فائز ہوئے۔ اس طرح ماہرؔ نے اپنے خاندان سے سادگی، محبتِ رسول ﷺ اور مذہبی وابستگی لی۔ یہی مذہبی وابستگی آگے جا کر ان کی نعت گوئی میں کمالِ مہارت کا باعث بنی۔ اُن کی بعض نعتیں تو ایسی ہیں، جو اُن کی وارداتِ قلبی اور عشقِ نبی ﷺ کے شدید جذبات کی مظہر ہیں۔ نعت کہتے ہوئے ماہرؔ مکمل طور پر ایک بے خودی کی کیفیّت میں

ہوتے ہیں، جہاں وہ نعت ارادتاً نہیں کہتے بلکہ یوں لگتا ہے جیسے اُن سے نعت کہلوائی جا رہی ہے۔ماہرؔ کی نعت مکمل طور پر "آمد" ہے اور اس میں "آورد" کا حصّہ بہت کم ہے۔اُن کا کلام اُن کی زندگی کا عکّاس ہے اور اُن کی زندگی جس قدر پاکیزہ ہے، اُن کا کلام بھی اُسی قدر پاکیزہ ہے:

ماہرؔ! ہیں شاعری میں تِری جو بھی کاوشات
ہیں سب فضول ، نعت جو زیبِ رَقم نہیں (۴)

حفیظ تائب نے نعت گوئی کے مقاصد اور اس موضوع کے جو امکانات بیان کیے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ نعت کے ذریعے اسلامی اقدار کی تائید، فروغ اور باطل افکار اور نظریات کے ردّ کا کام لیا جاسکتا ہے۔

۲۔ نعت میں حضور ﷺ کے شمائلِ باطنی اور تعلیمات و معجزات کے ذکر سے انسانوں کی توجہ زندگی کی اعلیٰ ترین قدروں کی طرف مبذول کرائی جا سکتی ہے اور اس اقدام سے حُسن و خیر پر مبنی معاشرہ دنیا میں اُبھر سکتا ہے۔

۳۔ حضور ﷺ کی حیاتِ طیّبہ خوبصورت ترین نمونہ اور انسانیت کا بلند ترین معیار ہے۔اِس معیار کے حوالے سے اپنے احوال کا جائزہ بھی نعت کا موضوع ہے، جس سے اصلاحِ احوال کی صورت نکل سکتی ہے۔

۴۔ چونکہ ہمارے بعد کوئی اُمّت نہیں ہو گی لہٰذا تبلیغِ دین کا فریضہ بھی ہم پر عائد ہوتا ہے، جسے زبانِ شعر میں بطریقِ احسن ادا کیا جا سکتا ہے۔نعت اس ضمن میں بہت کام دے سکتی ہے۔

۵۔ عشقِ رسول ﷺ بہت بڑی قوت ہے۔اسے نعت کے ذریعے سینوں میں بیدار کیا جا سکتا ہے۔ (۵)

جناب ماہرؔ کرنالی کی شاعری مندرجہ بالا تمام امکانات کو پورا کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔نعت شاعری کی ایسی صِنف ہے، جس میں بعض اوقات تو انسان بہت کچھ کہنے کے باوصف کچھ نہیں کہہ پاتا اور بعض اوقات کچھ نہ کہنے میں بھی بہت کچھ کہہ جاتا ہے۔یہی انداز ماہرؔ کرنالی کی نعتیہ شاعری کا طُرّۂ اِمتیاز ہے:

ہے عشقِ سرورِ کونین ﷺ میری عُمر کا حاصِل
غمِ مولائے کُل ﷺ محبوب ہے مُجھ کو جہاں بھر سے (۶)

ماہرؔ کرنالی کی تقریباً تمام نعتیں غزلیہ انداز میں ہیں۔ لیکن کہیں بھی انھوں نے نعت گوئی کا تقدّس مجروح نہیں ہونے دیا۔ وہ خود نعت لکھنے کے عمل سے کس قدر لُطف اندوز ہوتے ہیں، یہ اندازہ اُن کی نعتیں پڑھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

کتنا ہوں خُوش نصیب کہ دُوری کہ باوجود
ماہرؔ مرے خیال کی اُن ﷺ تک رسائی ہے (۷)

ماہرؔ کرنالی نے شعوری کوشش کی ہے کہ وہ زبان و بیان کو سادہ رکھیں۔ چنانچہ ایک شعر بھی ایسا پیچیدہ نہیں ہے کہ قاری پر اس کی تفہیم دشوار ہو۔ حمد و نعت میں یہ سادہ بیانی اس لیے بھی ضروری ہے کہ اِن اصناف کا تعلق براہِ راست عوامُ النّاس اور ملّتِ اسلامیہ سے ہے اور عوام پر اس کا ابلاغ سادگی تلازمے سے ہی ممکن ہے، تاکہ وہ حمد و نعت کے ذریعے اپنے ذہن و قلب کو منوّر اور اپنے افکار و افعال کو آراستہ کر سکیں:

دیارِ شہِ ﷺ دو جہاں چاہیے
وہ اقلیم جنّت نشاں چاہیے
نہیں قصر و دربار کی آرزو
حضور آپ ﷺ کا آستاں چاہیے
نہ جُھلسا دے یہ دُھوپ غم کی مجھے
ترے لُطف کا سائباں چاہیے
بڑھے اور بھی لذّتِ دردِ دل
غمِ سرورِ دیں ﷺ جواں چاہیے (۸)

اس سے قبل جن شعراء نے نعت کو موضوعِ سُخن بنایا تھا، اُن میں چند ایک کو چھوڑ کر بقیہ کے ہاں نعت کا ایک ہی اسلوب ملتا ہے۔ نعتیہ مضامین میں بھی یک رنگی اور تکرار کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اکثر نعت گویوں نے رسول مقبول ﷺ کے پیغمبرانہ اوصاف و کمالات پر طبع آزمائی کی ہے۔ بعض نے آپ ﷺ کی زندگی کے خاص خاص واقعات کو موضوعِ شعر بنا کر اپنی دانست میں نعت کا حق ادا کر دیا۔ اب روایتی نعت گوئی سے انحراف کر کے نعت لکھنے والے عصری تقاضوں کے بموجب نعت میں فکر و شعور کے عُنصر کو داخل کر کے جدید ذہنوں کو متاثر کرنے کے قابل نظر آتے

ہیں۔ نعتوں میں مناجاتی انداز اب بھی ہے، لیکن بدلے ہوئے حالات اور تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔

اس طرح جدید اُردو شاعری نے ادیبوں اور شاعروں کو ایسی ہمّت عطا کر دی ہے کہ اُن میں ادب سے فکری، سماجی، تہذیبی اور اخلاقی و مذہبی اصلاح کا کام لینے کا شعور پیدا ہو گیا ہے:

کیجیے سرکار! اَب کُچھ تو مدَاوا کیجیے
یہ امیر شہر کا دَستِ سِتم رُکتا نہیں
سُوجھتے ہیں نت نئے مضمون اے ماہرؔ! مجھے
جب بھی نعتِ مصطفٰے ﷺ لکھوں، قلم رُکتا نہیں (۹)

روایتی نعت گوئی کے دو انداز تھے۔ ایک تو انفرادی مصائب و آلام کا تذکرہ، رسالت مآب ﷺ سے مدد کی درخواست اور مشکلات سے نجات کی خواہش کا اظہار تھا۔ دوسری طرف رسالتِ مآب ﷺ کی سراپا نگاری پہ توجہ دی جاتی تھی۔ جدید نعت نگاری میں انفرادی مصائب و آلام کی جگہ اجتماعی درد و غم نے لے لی ہے اور توجہ رسالت مآب ﷺ کی سراپا نگاری سے قدرے ہٹ کر سیرت و کردارِ نبوی ﷺ پر مذکور ہو گئی ہے، لیکن اس میں بھی اندازِ فکر اور لفظوں کے انتخاب میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔

ماہرؔ کرنالی نے نہ صرف یہ کہ جدید نعت گوئی کو اپنایا ہے بلکہ اس میں بھی اپنا ایک منفرد انداز قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ روایتِ نعت سے ان کا رشتہ ٹوٹنے نہیں پایا۔

"متاعِ کون و مکاں" اور "حاصلِ حیات"

"متاعِ کون و مکاں" ماہرؔ کرنالی کا پہلا مجموعہ نعت ہے، جو اشاعت پذیر ہوا۔ اس میں سو سے زائد نعتیں شامل ہیں اور صفحات کی تعداد ۴۲۲ ہے۔ یہ البدر پبلی کیشنز اُردو بازار، لاہور سے شائع ہوا ہے۔ حرفِ سپاس سے پہلے چند اہلِ نقد و انتقاد کی طرف سے تاثرات درج ہیں۔ قاضی حسین احمد، الحاج محمد علی ظہوری، اختر سدیدی، راؤ سلطان علی طاہر، محمد افضل حبیبی، اطہر ناسک، پروفیسر منیر بلوچ، پروفیسر فلک شیر لیل اور اختر شمار نے موصوف کو حسّانی انداز اختیار کر کے حضور پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں نغماتی ارمغان پیش کرنے کی سعادت پر مبارکباد پیش کی ہے اور ان کے فن اور عقیدتِ رسولؐ کی مدح وستائش کی ہے۔

نعت دراصل وہی نعت ہے جس کے سننے یا پڑھنے سے اس کا مفہوم راحتِ دل و جاں بن جائے۔ماہرؔ کرنالی کی رُوح میں راحتِ مدحتِ مصطفیٰ ﷺ موجود ہے:

مُجھے جاں سے بھی ہے عزیز تر، مری رُوح میں ہے بسا ہُوا
وہی نام کہ جو اَزل سے ہے، مری لَوحِ دل پہ لکھا ہُوا
شہِ دوجہاں کَرم رہے، سرِ حشرِاس کا بھرم رہے
کہ تیرا ہی ماہرِؔ بے نَوا، ہے ترے ہی دَر پہ پڑا ہُوا (۱۰)

الحاج محمد علی ظہوری نے "متاعِ کون و مکاں" کے بارے میں یوں اظہارِ رائے کیا ہے:

"ماہرؔ کرنالی قافلہ ء مداحانِ رسول ﷺ میں ایک عرصہ سے شامل ہیں۔ماہرؔ کرنالی کو ماشااللہ اظہارِ حُسن پر عبور حاصل ہے۔لفظوں کو نذرانہ ء عقیدت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔"متاعِ کون ومکاں" ماہرؔ کا بارگاہِ نبوی ﷺ میں ایک مُعطّر و معنبر نذرانہ ءعقیدت ہے،جو ان کی مغفرت و شفاعت کا وسیلہ بنے گا۔"(۱۱)

خود ماہرؔ کرنالی کی بھی یہی آرزو ہے:

نہ مقصودِ مَنصب نہ زَر چاہیے
فقط عشقِ خیرُ البشر ﷺ چاہیے
نہیں اور ماہرؔ کی حَسرت کوئی
عنایت کی آقا نظر چاہیے (۱۲)

نعت گوئی سے قبل ماہرؔ کرنالی نظم اور کبھی کبھار غزل میں طبع آزمائی کرتے تھے۔بچپن ہی سے شعر و ادب کا شوق تھا اور طبیعت بھی موزوں پائی تھی۔خطہ ء کرنال سے،جو بجا طور پر ایک مردم خیز علاقہ ہے، تعلق کے باعث اور شعری مذاق رکھنے کے سبب جلد ہی اچھے شعر کہنے لگے۔یہ روایتی شاعری کچھ عرصہ تک زینتِ محفلِ سُخن بنی رہی۔ایسی شاعری کو وہ "موسمی" شاعری کا نام دیتے ہیں۔مختلف اخبار و جرائد میں جگہ ملنی شروع ہو گئی۔کچھ عرصہ "ترجمان الملک" لاہور کے نائب مدیر اور ماہنامہ "آداب" لاہور کے شعری ادب کے انچارج بھی رہے۔اگرچہ اس دوران میں کچھ نعتیں بھی ہوئیں لیکن اپنے جواں بیٹے ندیم اقبال کی اچانک موت سے دلبراشتہ ہو کر مستقل طور پر حضور ﷺ کی مدح سرائی کو ہی اپنا شعار بنا لیا۔حجِ بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، تو حرمین شریفین کے بارے میں اپنے تصوّرات کو مشاہدات میں بدلنے کا موقع ملا، اس سے آتشِ شوق اور

زیادہ بھڑکی اور نعت گوئی میں پہلے سے بھی زیادہ تیزی آ گئی اور نعتوں کا پہلا مجموعہ "متاعِ کون و مکاں" اشاعت پذیر ہوا، جس نے ان کی شاعری کا رُخ متعیّن کر دیا۔

ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور حجِ بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ حجِ بیت اللہ کے بعد مدینے پہنچے تو جسم و رُوح میں ایک حیرت انگیز انقلاب آ چکا تھا۔ برسوں جن باتوں کا خواب دیکھا تھا، وہ پیشِ نظر ذوق و شوق کی آسودگی کا سامان بن رہی تھیں۔ اس سفر مقدّس نے ماہرؔ کرنالی کی نظروں سے تمام حِجابات اٹھا دیے۔ یہ حاضری گویا بارگاہِ رسالتؐ میں قبول ہوئی اور اس کے بعد ان کی تمام تر شاعری کی توجّہ اور طبع آزمائی محض مدحتِ حریم رسالت ﷺ کا مرکز بن کر رہ گئی۔ ایک انٹرویو میں اس صورتِ حال کا ذکر وہ یوں کرتے ہیں:

"اب مجھے سوائے ذکرِ حبیب ﷺ اور دیارِ رسول ﷺ اور کوئی صنفِ شاعری محبوب نہیں۔ میں اس رنگ میں ایسا کھو گیا ہوں کہ یادِ مدینہ و رسولِ اکرم ﷺ کے علاوہ کوئی اور تذکرہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔"(۱۳)

"حاصلِ حیات" ماہرؔ کرنالی کا دوسرا مجموعہ ءِ نعت ہے، جو اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اس مجموعہ میں بھی نعتوں کی تعداد تقریباً ایک سو ہے اور یہ ۱۶۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے ZF انٹر پرائزز نے فیصل آباد سے شائع کیا ہے۔ سرورق پر روضہ ءِ رسول ﷺ کا عکس اور فلیپ پر مُصنّف کی تصویر کے ساتھ یہ نعتیہ قطعہ درج ہے:

وہی ہے خُدا کی خدائی کا مَظہر
یہی غُل جہاں میں اَزل تا اَبد ہے
بیاں کس سے ہو اس کی شانِ فضیلت
محمد ﷺ خُدا کا گُلِ سَر سَبد ہے (۱۴)

نعت گوئی ایسی مشکل صنفِ سخن اختیار کرنا ہر کس و ناکس کے بس کا روگ نہیں۔ یہ صرف اور صرف ان دیوانوں کا تخلیقی جنون ہے جو عشقِ رسالت مآب ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہیں، جن کی سانس سانس میں دُرود اور جن کی نَس نَس میں صلوٰۃ ہر لمحہ موجزن رہتی ہے۔ ماہرؔ کرنالی اُردو نعت گو شاعروں میں ایک ایسے عاشق کے روپ میں دکھائی دیتے ہیں، جن کی زندگی عشقِ نبوی ﷺ سے عبارت اور جن کا قلم اُسوۂ حسنہ کی ادارت سے مُعَنْوَنْ ہے۔ ان کے ہاں کوئی سوچ آ ہی نہیں سکتی، کوئی خیال جگہ پا ہی نہیں سکتا سوائے عشقِ رسالت ﷺ کے۔ یہی انفرادیت

ہے جس نے ماہر ؔکرنالی کو نعت گو شعراء کی پہلی فہرست میں منصب عطا کیا ہے اور یہ جو عزت، مقام اور مرتبہ ماہر ؔکرنالی کو حاصل ہوا ہے، اس کا سبب ہی اُن کے جذبوں کی صداقت اور اُن کے جنوں کی سچائی ہے:

جو ہے اُن ﷺ کی گدائی کی تمنّا
تو تخت و تاج ٹُھکرانا پڑے گا
بنی مَعمول کیسے نعت گوئی
مجھے یہ راز بتلانا پڑے گا
بُلانا اپنا کہ کے روزِ محشر
یہ مجھ پہ لُطف فرمانا پڑے گا (۱۵)

ڈاکٹر عاصی کرنالی "حاصلِ حیات" کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"ایک نعت کا بنیادی مقصد یہی ہونا چاہیے کہ حضرت محمد ﷺ کی حیاتِ طیّبہ، سیرتِ مقدّسہ اور احکام و تعلیماتِ عالیہ کو تبلیغ کر سکے اور مسلمان ہدایت کے چراغوں کی روشنی میں اپنا سفر حیات طے کر سکیں۔ ماہر ؔکرنالی نے اپنی نعت کے وسیلے سے یہ کام بطریقِ احسن کیا ہے۔ انھوں نے دل پذیر اور مُترنّم بحور استعمال کی ہیں اور شُگفتہ و دل کش ردیف و قوافی کا التزام بھی روا رکھا ہے۔ ماہر ؔکے ہاں افکار و مضامین کی وُسعت بھی ہے اور کثرت بھی۔"(۱۶)

اس بات میں کسی مومن کو شک ہو ہی نہیں سکتا کہ حضور ﷺ کے دامنِ رحمت سے وابستگی ہی نجاتِ دنیوی واُخروی کا سبب ہو سکتی ہے۔ حضور ﷺ کی نبوّت اَبد تک ہے اور اُن کی شریعت حیات کا دوامی منشور ہے۔ وہ پیغمبرِ اسلام ہی نہیں وہ پیغمبرِ انسانیت بھی ہیں۔ حضور ﷺ کی پیروی تمام عالمِ انسانی کے لیے تمام اَدوار میں لازمی ہے اور دُنیا کا امن، آسودگی اور فلاح وسعادت کا راز اسی میں مضمر ہے کہ وہ حضور ﷺ کی رہنمائی میں سفر زیست طے کرے:

ہر اک کو تیرا اُسوۂ کامل ہے سنگِ مِیل
ہر دَور میں ہے تیری شریعت رہِ نجات (۱۷)

ماہر ؔکرنالی کے نعتیہ مجموعہ "متاعِ کون و مکاں" اور "حاصلِ حیات" کے علاوہ سیکڑوں کی تعداد میں نعتیں موجود ہیں، جن سے بہ آسانی ایک مزید نعتیہ مجموعہ تشکیل پا سکتا ہے۔ ماہر ؔکرنالی

کی "متاعِ کون و مکاں" یا "حاصلِ حیات" کی نعتیں ہوں یا پھر اُن کی بیاض میں موجود غیر مطبوعہ نعتیں، سبھی میں اُن کے اسلوب کی بڑی خوبی، روانی اور موسیقیت واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ انھوں نے نعت کے لیے عام طور پر غزل کی ہیئت استعمال کی ہے۔ "حاصلِ حیات" کی بعض نعتیں مشکل بحروں میں لکھی گئی ہیں، لیکن ان نعتوں میں بھی موسیقیت کہیں مجروح نہیں ہوتی۔ ان نعتوں میں ایک ایسے دریا کا بہاؤ محسوس ہوتا ہے جو سنگلاخ پہاڑوں میں نہیں بلکہ اُن کے دامن میں موجود سرسبز وادیوں میں بہتا ہو، نہایت آہستہ مگر روانی سے:

اُن کے غم میں بے قراری ہو گئی
زِندگانی کتنی پیاری ہو گئی
ہو گئی جب سے عنایت آپ ﷺ کی
دُور ہر اُلجھن ہماری ہو گئی
آیا کب ہم کو ثنا خوانی کا فن
گرچہ لکھتے عُمر ساری ہو گئی
جب سے عشق اُن ﷺ کا سمایا قلب میں
ماہرؔ! اپنی غم سے یاری ہو گئی (۱۸)

مذکورہ دونوں مجموعوں میں بعض نعتیں تو ایسی ہیں جو اُن کی وارداتِ قلبی اور عشقِ نبوی ﷺ کے شدید جذبات کی مظہر ہیں۔ جذبے صادق ہوں، طلب میں تڑپ اور عشق میں شدّت ہو، تو حضوری کا خواب پورا ہو ہی جاتا ہے۔ ماہرؔ کی نعتوں کو دربارِ رسالت ﷺ میں کس قدر شرفِ قبولیّت حاصل ہے، اِس کا اندازہ راؤ سلطان علی طاہر سیشن جج حافظ آباد کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے:

"رات کے پچھلے پہر مجھے خواب میں مسجدِ نبوی ﷺ کی زیارت ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں روضہء رسول ﷺ پر حضور کے قدموں کی جانب کھڑا ہوں۔ روضہء مبارک کے پاس کئی اور بزرگ بھی تشریف فرما ہیں، جن میں سے چند ایک کو میں پہچان بھی سکتا ہوں۔ اسی دوران ایک کاغذ اُڑتا ہوا روضہء مبارک کی طرف آتا ہے۔ نورانی چہروں والے بزرگ اُس کاغذ کو پکڑنے کے لیے لپکتے ہیں، لیکن میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب وہ کاغذ میرے ہاتھوں میں آ جاتا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس

پر ماہرؔ صاحب کی لکھی ہوئی نعت ہے۔اس کے فوراً بعد ہی میری آنکھ کُھل جاتی ہے۔دن نکلتے ہی ماہرؔ کرنالی کے گھر اپنا مبارک خواب سنانے نکل گیا اور ماہرؔ صاحب کو مبارکباد دی۔اس مُتبرّک خواب کے بعد میرا یقین پختہ ہو گیا کہ واقعی دربارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ماہرؔ کرنالی کی نعتیں شرفِ قبولیّت سے بہرہ وَر ہیں۔"(۱۹)

ماہرؔ یہ سب کہنے میں حق بجانب ہیں:

یہ فقط نعتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پاک کا ہی فیض ہے
دوستو! یہ حُسن جو میرے بیاں میں آ گیا
کان دَھرنے تو لگے باتوں پہ اَربابِ ہُنر
مِدحتِ شہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اثر کُچھ تو زباں میں آ گیا
سچ تو یہ ہے کہ ثنائے مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کے طفیل
میں بھی ماہرؔ چشمِ اربابِ جہاں میں آ گیا (۲۰)

"متاعِ کون و مکاں" اور "حاصلِ حیات" نعتیہ شاعری کے گلزار میں کھلنے والے تازہ گلابوں اور سجَل خوابوں کی مہکار ہیں۔نعت لکھنا درِ حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر پلکوں سے دستک دینے کا عمل ہے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نعت لکھنا بہت ہی مشکل کام ہے۔بقول اعلیٰ حضرت امام شاہ احمد رضا خاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تیز تلوار پر چلنا ہے۔اگر مقامِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں کمی واقع ہوئی تو ایمان کے جانے کا خطرہ ہے۔اگر مقام الوہیّت سے ملا دیا تو بھی ایمان کو خطرہ ہے۔لہٰذا مقام الوہیّت اور رسالت کو مدّ نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔دیکھا جائے تو سارا قرآن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نعت ہے۔

"متاعِ کون و مکاں" واقعی ایسی کتاب ہے جس میں مدحتِ مصطفیٰؐ کا سب سے الگ اور مُنفرد انداز نظر آتا ہے۔یہ اندازِ تحریر سادہ مگر پختہ اور عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بھرپور ہے۔اس طرح ماہرؔ کرنالی نے یقینا ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔انھیں خود بھی اس چیز کا احساس ہے کہ اُن کے اس اندازِ تحریر میں اُن کا ذاتی کوئی کمال نہیں،بلکہ وہ ذاتِ مبارکہ ہے جس نے اُن کے قلم کو یہ تاثیر عطا کی ہے کہ اسے سب سے مختلف بنادیا ہے اور انفرادیت عطا کی ہے:

لکھنے لگا ہوں جب بھی میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ثنا
ہر لفظ میرا فن کے کمالوں میں آ گیا (۲۱)

اُردو زبان میں نعت گوئی کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔یوں تو ہر شاعر نے ہر دور میں دربارِ رسالتؐ میں عشق وعقیدت کے گُلہائے رنگارنگ پیش کئے ہیں اور بلاشبہ اپنا نام مداحینِ رسولؐ اللہ کی فہرست میں لکھوانے کے نایاب شرف سے باریاب ہوئے ہیں، لیکن اِن میں اُن شعراء کی تعداد خاصی قلیل ہے جنھوں نے خالصتاً نعتیہ شاعری کے حوالے سے اپنی پہچان کروائی اور پھر اِس سے بھی کم تعداد اُن شعراء کی ہے جنھوں نے اِس فن میں انفرادیت کے زینے کو طے کیا اور مقبولیت کی ثریّا پر جا پہنچے۔انھیں معدودے چند شعراء میں ماہرؔ کرنالی کا نام بھی شامل ہے:

ہے اُن کی ذات سب کے لیے رحمتِ دَوام
اُن کا کرم ہر ایک پہ ہے، اِک ہمِیں نہیں
ہاں ہاں دَرِ رُسولؐ سے آیا وہ کامیاب
ہر آستاں سے جس نے سُنی ہے ''نہیں نہیں''
عاصی تو ہے ضرور، مگر تیرے لُطف سے
مایوس تیرا ماہرؔ اَندوہ گیں نہیں (۲۲)

''متاعِ کون ومکاں'' اور ''حاصلِ حیات'' بلاشبہ اصحابِ شوق کے لیے عشق وعقیدت کے گُلدستے ہیں،وہ گُلدستے جن کا ہر پھول مہکبار اور ہر کلی عَنبر فشاں ہے،ہر شعر جلوہ ریز ہے اور ہر مصرع ضَوبار۔نکہت ونور کی برات اُتری ہوئی محسوس ہوتی ہے۔اِن مجموعہ ہائے نعت میں شامل نعتوں کا معمولی سا مطالعہ بھی قلب ونظر کو بالیدگی عطا کر جاتا ہے اور قاری بے اختیار ماہرؔ کرنالی کا ہمنوا ہونے لگتا ہے۔نعت کے معاملے میں درجہ بندی تو کسی طرح مناسب نہیں، لیکن اتنا کہنا بے جا نہ ہو گا کہ تعداد واستعداد میں ماہرؔ کرنالی کو نعت گوئی میں اپنے دوسرے ہم عصر شعراء سے کافی حد تک سبقت حاصل ہے۔نوابزادہ نصر اللہ خاں جو اعلیٰ ادبی ذوق بھی رکھتے تھے، کلامِ ماہرؔ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> ''ثنائے رسول ﷺ کے حُدی خوانوں میں ماہرؔ کرنالی کی نعتیں ایک خوشگوار اضافہ ہیں۔صاحبانِ نقد ونظر اور عشاقانِ مصطفٰے ﷺ اِن نعتوں کو پذیرائی دینے میں یقیناحق بجانب ہوں گے۔''(۲۳)

عشقِ شہِ ﷺ حرم کا ہے اک ثبوت یہ بھی

پلکوں پر آنسوؤں کا ہر وقت جِھلملانا
ہُوں اُمّتی تو میں بھی پھر کس لیے ہو آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
ہر ناوکِ ستم کا میرا ہی دل نشانہ
ہے آرزو یہی جب دنیا سے واپسی ہو
صَلِّ علیٰ کا ماہرؔ! ہونٹوں پہ ہو ترانا (۲۴)

حوالہ جات

۱۔ ریاض حسین شاہ: نعت کیا ہے؟ اوج، نعت نمبر ا، گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور، ۱۹۹۳، ص ۱۵۲

۲۔ یونس شاہ، پروفیسر: تذکرہ نعت گویانِ اُردو، مکّہ بکس لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۲۰

۳۔ سلطان علی طاہر، راؤ: متاعِ کون ومکاں، دیباچہ، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۱

۴۔ ماہر کرنالی: متاعِ کون ومکاں، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۲۰۴

۵۔ حفیظ تائب: دیباچہ "کیفِ مسلسل" مجموعہ نعت حافظ لدھیانوی، بیتُ الادب، فیصل آباد، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۱۳۔۱۴

۶۔ ماہر کرنالی: متاعِ کون ومکاں، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۲۱۴

۷۔ ماہر کرنالی: بیاض متاعِ لفظ وبیاں، ص ۴۹

۸۔ ایضاً، ص ۵۹

۹۔ ماہر کرنالی: متاعِ کون ومکاں، ص ۳۸

۱۰۔ ماہر کرنالی: متاعِ کون ومکاں، ص ۱۴۸

۱۱۔ محمد علی ظہوری، الحاج: متاعِ کون ومکاں، ص ۶

۱۲۔ ماہر کرنالی: متاعِ کون ومکاں، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۱۱

۱۳۔ ماہر کرنالی سے راقم الحروف کا مصاحبہ

۱۴۔ ماہر کرنالی: حاصلِ حیات، ZF انٹر پرائزز، فیصل آباد، فلیپ

۱۵۔ ماہر کرنالی: متاع حسن انتخاب، ص ۱۹

۱۶۔ عاصی کرنالی، ڈاکٹر، پروفیسر: جائزہ، حاصلِ حیات، ZF انٹر پرائزز، فیصل آباد، ص VII

۱۷۔ ماہر کرنالی: متاعِ کون ومکاں، ص ۱۶۰

۱۸۔ ماہر کرنالی: حاصلِ حیات، ص ۸۹

۱۹۔ راؤ سلطان علی طاہر سے راقم کا انٹرویو

۲۰۔ ماہر کرنالی: متاعِ کون ومکاں، ص ۶۷

۲۱۔ ایضاً، ص ۶۷

۲۲۔ ایضاً، ص ۴۸

۲۳۔ نصر اللہ خان، نوابزادہ: تاثرات، حاصلِ حیات، ص XII

۲۴۔ ماہر کرنالی: متاعِ کون ومکاں، ص ۶۰